# پیغمبر اسلام اور ہندوستان کے باشندے

قاضی اطہر مبارک پوری

**رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زبان پر ہندوستان کا نام:**......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ہندوستان کے لوگوں اور یہاں کی چیزوں سے اچھی طرح واقف تھے اور متعدد مواقع پر آپ کی زبان مبارک پر اس کا ذکر آیا ہے، امام ابن ابی حاتم رازیؒ، امام ابوعبداللہ حاکمؒ، امام ابن جریر طبریؒ اور امام سیوطیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ روایت کی ہے اور حکم نے اس کی تصحیح کی ہے:

إن أول ماأهبط الله آدم إلىٰ أرض الهند، وفي لفظ: بدجنىٰ أرض الهند.(۱)

''حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے سرزمین ہند میں اتارے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ سرزمین ہند کے دکھن میں اتارے گئے۔''

علماء کا قول ہے کہ یہاں پر دجنیٰ دکھن یا دکھنا کا معرب ہے اور اس سے مراد سرندیپ ہے، حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت آدمؑ پہلے مکہ میں بیت اللہ کی جگہ پر اتارے گئے تھے، پھر یہاں سے ہندوستان گئے۔

فتخطى فإذا هو بأرض الهند فمكث هنالك ماشاء الله ثم استوحش إلىٰ البيت.(۲)

''آدم علیہ السلام مکہ سے چل کر ہندوستان پہنچے اور جب تک اللہ نے چاہا وہاں رہے، پھر بیت اللہ کی طرف لوٹ آئے۔''

مشہور تابعی عالم حضرت عطاء ابن ابی رباح نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں یہ روایت بیان کی ہے:

إن آدم هبط بأرض الهند ومعه أربعة أعواد من الجنة فهي هذه التي يتطيب الناس بها و إنه حج هذا البيت.(۳)

"آدم سرزمین ہند میں اتارے گئے اور ان کے ساتھ جنت کی چار شاخیں بھی تھیں، جن سے لوگ خوشبو حاصل کرتے ہیں، انہوں نے وہاں سے بیت اللہ کا حج بھی کیا۔"

**ہندوستان میں جہاد کرنے کی فضیلت و بشارت:**......ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں ہندوستان جانا پہچانا ملک تھا، بلکہ اس سے متعلق حضرت آدمؑ کی وجہ سے ایک گونہ احترام کا جذبہ پایا جاتا تھا، اس سے بڑھ کر اہم روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں جہاد کرنے کی پیش گوئی فرماتے ہوئے اس میں شریک ہونے والوں کو نار جہنم سے مامون و محفوظ ہونے کی بشارت دی ہے، امام نسائیؒ نے اپنی سنن میں اس حدیث کے لئے "غزوۃ الہند" کا مستقل عنوان قائم کیا ہے اور امام طبرانیؒ نے معجم میں اس کی سند کو جید بتایا ہے، حضرت ثوبانؓ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عصابتان من أمتي أحرزهما الله من النار، عصابة تغزوالهند وعصابة تكون مع عيسىٰ بن مريم عليهما السلام.(٤)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے، ایک گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰؑ بن مریم کا ساتھ دے گا۔"

اسی بشارت نبوی پر حضرت ابوہریرہؓ نے ہندوستان کے جہاد میں شرکت کی آرزو اور جان و مال قربان کرنے کی پیش کش کی، چنانچہ مسند احمد اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

وعدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم غزوة الهند، فإن أدركتها انفق فيها نفسي ومالي، فان اقتل كنت أفضل الشهداء، وان أرجع فأنا أبوهريرة المحرر.(٥)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا ہے، اگر میں اس میں شریک ہوسکا تو اپنا جان و مال اس پر قربان کروں گا اور اگر مارا گیا تو بہترین شہید بنوں گا اور اگر زندہ واپس ہوا تو میں نار جہنم سے آزاد ابوہریرہ رہوں گا۔"

**ہندوستانیوں اور ہندوستانی چیزوں سے واقفیت:**......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ہندوستان کے لوگوں سے بھی اچھی طرح واقف تھے، بخاری میں مذکور ہے کہ حدیث معراج میں آپؐ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جاٹوں سے تشبیہ دی، ترمذی میں ہے کہ ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جنات کو جاٹوں سے تشبیہ دی، اسی طرح سیرت ابن ہشام میں ہے کہ جب نجران سے بنی کعب کے لوگ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہندوستان کے آدمیوں سے تشبیہ دی، اور دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں......؟ عہد رسالت میں ہندوستان کی بہت سی اشیاء کا استعمال عام تھا، ان کے نام اور خواص سے لوگ واقف تھے، کافور، زنجبیل، عود ہندی، عود، مشک قرنفل، فلفل، ہندی نیزے، ہندی

تلوار، ہندی کپڑے وغیرہ روزمرہ کی زندگی میں استعمال کئے جاتے تھے اور قرآن وحدیث میں ان کے نام موجود ہیں، غرض ہندوستان، یہاں کے باشندے اور یہاں کی چیزیں اس وقت عام طور سے مشہور ومتعارف تھیں اور پڑوسی ملک ہونے کی حیثیت سے دونوں ملکوں میں مختلف قسم کے تعلقات تھے، اسی تعلق وتعارف نے ہندوستان میں اسلام کو بہت جلد متعارف کرایا اور جانبین سے دینی وروحانی تعلقات بہت زیادہ استوار ہوگئے۔

**ہندوستان کے باشندوں کی اسلام اور پیغمبر اسلام سے واقفیت:**...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کے مختلف علاقوں میں ہندوستان کے لوگ آتے جاتے تھے اور وہاں مستقل آباد بھی تھے، خود مکہ میں جو کہ اس زمانہ میں بہت بڑا مذہبی اور تجارتی مرکز تھا اور قریشی تاجروں کی وجہ سے یمن اور شام کے درمیان تجارتی کاروبار کی منڈی تھا، ہندوستان کے تاجر اور صناع موجود تھے، چنانچہ ابو طالب کے ایک شعر میں ہندوستانی عورت کا نشان ملتا ہے اور ابن مسعودؓ کی روایت میں جاٹوں کا ذکر ہے اور بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں ہندوستانی کاریگر تلواریں بناتے تھے، نیز عرب کے باشندے مشرقی ہندوستان اور چین کا تجارتی سفر کرتے تھے، اسی طرح ہندوستان کے تاجر وصناع عرب میں آتے جاتے تھے، ان حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ونبوت کا چرچا ہندوستان تک ہونا یقینی تھا، خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ آپ کی بعثت نے مکہ کے قریشی تاجروں میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا اور وہ بازاروں، موسمی میلوں اور حج کے مواقع میں آپؐ کے خلاف بروپیگنڈا کرتے تھے، ان مخالفانہ سرگرمیوں نے بہت سے غیر ملکوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پہنچائی، چنانچہ جب ایرانیوں کے بادشاہ کسریٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کی خبر ملی تو اس نے اپنے یمن کے حاکم باذان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا، روم میں جب اس کی خبر پہنچی تو ہرقل نے قریش کے تاجر ابو سفیان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تحقیقات کی، اس طرح جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ گئے تو نجاشی کو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات ہوئیں، غرض مکی زندگی ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت پڑوسی ممالک میں عام ہوگئی تھی، اس لئے یقین ہے کہ اس زمانہ میں ہندوستان میں بھی آپ کے بارے میں خبریں پہنچ چکی ہوں گی، مگر مستند تاریخوں سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ مکی زندگی ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہندوستان میں بھی ہوا ہو، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں ظاہر ہونے والے معجزۂ شق القمر کا مشاہدہ ہندوستان میں ہوا اور اس کے نتائج بھی ظاہر ہوئے، مگر یہ بات بھی تاریخی اعتبار سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

البتہ مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد جب کفار ومشرکین سے باقاعدہ جنگ شروع ہوئی اور مسلمان کھل کر دعوت اسلام کو عام کرنے لگے تو دور دراز ممالک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہوگیا، اس کے بعد ہی ہندوستان کے بعض مذہبی طبقوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا وفد بھیجا اور بعض راجوں اور مہاراجوں نے آپ کی خدمت میں ہدیے بھیجے، اس سلسلے میں دو واقعات زیادہ مشہور اور مستند ہیں، ایک سرندیپ کے جوگیوں اور سنیاسیوں کا اس غرض سے

آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں اپناوفد روانہ کرنا کہ وہ آپ سے براہ راست اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور دوسرا ہندوستان کے ایک راجہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زنجبیل کا ہدیہ بھیجنا ہے، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی کھلایا۔

**سرندیپ کا وفد:**...... بزرگ بن شہریار ناخدارامہرمزی چوتھی صدی ہجری کا مشہور جہاز راں اور سیاح ہے، وہ عرب سے ہندوستان اور چین تک جہاز رانی کرتا تھا، اس نے اپنی کتاب ''عجائب الہند'' میں یہاں کے ساحلی مقامات کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں، اس نے سرندیپ کے جوگیوں اور سنیاسیوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحقیقاتی وفد جانے اور اس کے اثرات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وكان أهل سرنديب و ما والاها لمّا بلغهم خروج النبي صلى الله عليه وسلم فأرسلوا رجلاً فهماً منهم وأمروه أن يسير إليه فيعرف أمره وما يدعو إليه فعاقت الرجل عوائق ووصل إلى المدينة بعد أن قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم وتوفي أبوبكر، ووجد القائم بالأمر عمر بن الخطاب رضي الله عنه فسأله عن أمر النبي صلى الله عليه وسلم فشرح له وبين.

''سرندیپ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے ایک سمجھ دار آدمی کو مدینہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ آپ کے پاس جا کر آپ کے حالات کی اور آپ کی دینی دعوت کی تحقیق کرے، مگر اس آدمی کے سامنے کچھ مشکلات آگئیں اور وہ اس وقت مدینہ منورہ پہنچا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے، بلکہ حضرت ابوبکرؓ بھی وفات پا چکے تھے اور حضرت عمرؓ بن الخطاب خلافت پر متمکن تھے، اس لئے آپ ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور آپ نے اس سے شرح وبسط کے ساتھ تمام باتیں بیان کیں۔''

اس کے بعد لکھا ہے کہ یہ نمائندہ سرندیپ کے لئے بحری راستہ سے روانہ ہوا، مگر مکران کے قریب اس کی موت واقع ہوگئی، اس کے ساتھ ایک ہندوستانی نوکر تھا، وہ تنہا سرندیپ پہنچا، اس نے لوگوں سے پورا ماجرا بیان کیا اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے، ان کے پہلے خلیفہ ابوبکرؓ کا بھی انتقال ہو چکا ہے اور اس نے اہل سرندیپ سے حضرت عمرؓ کی تواضع اور خاکسار کا حال بیان کیا اور بتایا کہ وہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں اور مسجد میں بلا تکلف سو جاتے ہیں اس کا اثر اہل سرندیپ پر بہت اچھا پڑا۔

فتواضعهم لاجل ماحكالهم ذلك الغلام، بسهم الثياب المرقعة لما ذكره من لبس عمر رضي الله عنه المرقعة ومحبتهم للمسلمين وميلهم اليهم لما في قلوبهم مماحكاه ذلك الغلام عن عمر رضي الله عنه

”سرندیپ کے لوگوں کی تواضع اور فروتنی کا سبب وہی باتیں ہیں جن کو اس خادم نے بیان کیا تھا اور ان کا پیوند لگے کپڑے پہننا اس وجہ سے ہے کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا تھا کہ انہوں نے ایسا کپڑا پہنا تھا اور ان کا مسلمانوں سے میل محبت رکھنا بھی اسی لئے ہے کہ خادم نے حضرت عمرؓ کی تواضع کا ذکر کیا تھا۔“

اس وقت سے لے کر چوتھی صدی ہجری تک اہل سرندیپ اسلام اور مسلمانوں سے برابر محبت و تعلق رکھتے تھے، چنانچہ اس واقعہ کے آخر میں بزرگ بن شہریار نے اپنے زمانہ کی بابت لکھا ہے:

وهم يحبون المسلمين ويميلون إليهم ميلاً شديداً.(٦)

”وہ لوگ مسلمانوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف بہت ہی زیادہ مائل ہیں۔“

ان واقعات سے نہ صرف سرندیپ بلکہ اس کے آس پاس کے تمام علاقوں میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کا پھیلنا قرین قیاس ہو جاتا ہے، ہندوستان اور چین میں عربوں کی تجارت عام تھی اور یہاں ان کے بحری سفر برابر ہوا کرتے تھے، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت ہندوستان سے گزر کر چین تک پہنچ چکی تھی۔

غالب گمان ہے کہ سرندیپ کا مذکورۂ بالا وفد یہاں کے بیکور، یا بکرنتیہ، یا بکر جین نامی فرقہ کی طرف سے مدینہ منورہ بھیجا گیا ہوگا، یہ لوگ عام طور سے ننگے رہتے تھے اور آگے پیچھے معمولی سا کپڑا باندھ لیتے تھے، جاڑے میں بدن پر چٹائی لپیٹ لیتے تھے، بعض رنگ برنگ کپڑوں کی جوڑ دار دھوتی پہنتے تھے، شمشان کی راکھ بدن پر ملتے تھے، سر اور داڑھی کے بال نہیں رکھتے تھے، مردوں کی کھوپڑی میں کھانا کھاتے تھے، تاکہ دنیا کی بے ثباتی کا احساس ہو، جب عرب کے تاجروں یا دوسرے ذرائع سے ان سنیاسیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے تحقیق حال کے لئے اپنی جماعت کے ایک آدمی کو بھیجا، ان کے مسلمان ہونے کی روایت تو نہیں ملتی لیکن وہ اسلام کے بعض اثرات سے پوری طرح متاثر ہوئے، اگر ان کا آدمی صحیح وسلامت واپس جاتا اور وہ اس کے ذریعے سے اسلامی تعلیمات کو تفصیل کے ساتھ سنتے تو آج سرندیپ اور جنوبی ہند کا دینی نقشہ غالباً کچھ اور ہی ہوتا، ان کی اسلام سے اس عقیدت کے نتیجے میں عرب کے مسلمان تاجر سرندیپ میں مستقل آباد ہو کر متاہل زندگی بسر کرنے لگے تھے، انہی عربوں کی عورتوں اور بچوں کو وہاں کے راجہ نے ایک جہاز میں عرب بھیجا تھا، جس کو سندھ کے اطراف کے مید یعنی سمندری ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا اور عرب عورتوں کو گرفتار کر لیا تھا، جس کے انتقام میں محمد بن قاسم ثقفیؒ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔

**ہندوستانی راجہ کا ہدیہ:**...... ہندوستان کے بڑے بڑے راجے اپنے پڑوسی بادشاہوں کے پاس ہدیے بھیج کر ان سے تعلقات قائم کرتے تھے، کسریٰ کے پاس راجہ رہمی وغیرہ کے ہدایا وتحائف بھیجنے کا تذکرہ قاضی رشید بن زبیر نے کتاب ”الذخائر والتحف“ میں کیا ہے، ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

واقفیت عرب کے اطراف وجوانب میں ہوئی تو ہندوستان کے مذہبی طبقہ کی طرح یہاں کے حکمراں طبقہ نے بھی ہدیہ اور تحفہ بھیج کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا اظہار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقات پیدا کرنے کی صورت نکالی، چنانچہ مشہور محدث امام ابوعبداللہ حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے:

أهدى ملك الهند إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم جرة فيها زنجبيل فأطعم أصحابه قطعةً قطعةً وأطعمني منها قطعة

''ہندوستان کے راجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زنجبیل (سونٹھ) کا ایک گھڑا بھیجا، آپ نے صحابہ کو اس کا ایک ایک ٹکڑا کھلایا اور مجھے بھی اس کا ایک ٹکڑا کھلایا۔''

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں سے تناول فرمایا، چنانچہ اس روایت کے آخر میں امام حاکم نے لکھا ہے:

قال الحاكم: لم أخرج من أول هذا الكتاب إلى هنا لعلي بن زيد بن جدعان حرفاً واحداً ولم أحفظ في أكل رسول الله صلى الله عليه وسلم الزنجبيل سواه فخرجته.(۷)

''میں نے اس کتاب کے شروع سے لے کر یہاں تک اس حدیث کے سوا علی بن زید بن جدعان سے ایک حرف بھی روایت نہیں کیا ہے اور اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زنجبیل تناول فرمانے کے سلسلے میں مجھے یاد نہیں ہے، اس لئے اس کو بیان کیا ہے۔''

امام ذہبی نے مستدرک کی تلخیص میں اس حدیث کے راوی عمرو بن حکام تلمیذ امام شعبہؒ پر کلام کیا ہے۔

رجال واسناد پر کلام محدثانہ بحث ہے، تاریخی اعتبار سے یہ روایت معتبر اور مستند ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے کسی راجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں زنجبیل کا ہدیہ روانہ کیا تھا، ظاہر ہے کہ یہ ہدیہ راجہ کے کسی خاص قاصد کے ذریعے بھیجا گیا ہوگا، جس نے مدینہ منورہ جا کر خدمت نبوی میں اسے پیش کیا ہوگا، راجہ کی طرف سے محبت وعقیدت کا پیغام پہنچا ہوگا اور اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راجہ اور اس کے قاصد کے ساتھ نیک سلوک فرمایا ہوگا، جیسا کہ عام دستور ہے، غالباً ہجرت کے بعد خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہندوستان کے راجہ کا یہ ہدیہ پہنچا ہے، جب آپ کی بعثت اور اسلام کی شہرت عام ہو چکی تھی اور پاس پڑوس کے ممالک میں آپ کا چرچا ہو چکا تھا۔

باقی رہا یہ سوال کہ یہ ہدیہ کس راجہ نے بھیجا تھا، اور وہ کس علاقہ کا حکمراں تھا، تو اس کی تعین نہیں ہو سکی، حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں قنوج کے راجہ ''سرباتک'' کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس حذیفہ، اسامہ اور صہیب رضی اللہ عنہم کو اسلام کا دعوت نامہ دے کر بھیجا تھا اور اس نے اسلام کی دعوت قبول بھی کر لی تھی، مگر یہ روایت خود حافظ ابن حجرؒ اور حافظ ذہبیؒ کی تصریحات کے مطابق قابل اعتماد نہیں ہے، ورنہ یہ قیاس کیا جا سکتا تھا کہ راجہ سرباتک ہی نے اسلام قبول کرنے کے بعد خدمت نبوی میں زنجبیل کا نذرانہ پیش کیا، ممکن ہے کہ سرندیپ کے راجہ نے

وہاں کے سنیاسیوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کے لئے یہ شکل اختیار کی ہو، بنگال کے راجگان رہی، شاہان ایران کے پاس قدیم زمانہ سے گراں قدر ہدایا وتحائف بھیجا کرتے تھے، ہوسکتا ہے کہ اسی خاندان کے کسی راجہ نے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ہدیہ بھیجا ہو۔

ابن قیم نے زادالمعاد میں اس واقعہ کو ابونعیم کی کتاب "الطب المنبوی" کے حوالہ سے نقل کیا ہے، مگر اس میں ملک الھند کے بجائے ملک الروم ہے اور بعض الفاظ میں بھی معمولی سافرق ہے،(۸) امام ابوعبداللہ حاکم اوران کی کتاب المستدرک میں اور امام ابو نعیم اصفہانی اوران کی کتاب الطب المنبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑا فرق ہے، مستدرک کا درجہ الطب المنبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بدرجہا بلند ہے، پھر زنجبیل خالص ہندوستانی چیز ہے اور قدیم زمانے سے یہاں کے راجے مہاراجے اطراف کے بادشاہوں کے پاس اس کا ہدیہ بھیجا کرتے رہے ہیں، اس لئے کسی رومی بادشاہ کا زنجبیل کا ہدیہ بھیجنا بے جوڑسی بات معلوم ہوتی ہے۔

**سرباتک راجۂ قنوج اور رتن ہندی کی حقیقت:**...... پہلی صدی ہجری کے خاتمے تک صحابۂ کرامؓ کے وجود باجود سے دنیا خالی ہوگئی تھی، جس پر تاریخ شاہد ہے، اس کے باوجود بعد میں چند ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے اپنے اپنے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اس قسم کے دو شخص ہندوستان میں بھی گزرے ہیں، ایک سرباتک راجۂ قنوج اور دوسرے بابا رتن ہندی، ان دونوں نے اپنے زمانہ میں صحابیٔ رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے واقعات بیان کئے ہیں، بلکہ رتن ہندی کی کچھ بیان کردہ روایتیں بھی ہیں جن کا مجموعہ رتنیات کے نام سے ایک زمانہ میں صوفیہ کے ایک طبقہ میں مقبول ومتداول تھا۔

ابن اثیر نے اسدالغابہ میں اور ابن حجر نے اصابہ میں سرباتک کا تذکرہ کیا ہے، ابن حجر نے سرباتک کے دعویٔ صحابیت کا شدومد سے رد کیا ہے، پہلے ابوموسیٰ کے ذیل کے حوالے سے اسحٰق بن ابراہیم طوسی کی زبانی نقل کیا ہے کہ میں نے ہندوستان کے راجہ سرباتک کو قنوج نامی شہر میں دیکھا ہے، میں نے اس سے دریافت کیا کہ اس وقت تمہاری عمر کیا ہے، اس نے بتایا کہ میری عمر سوا سات سو سال کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس حذیفہؓ، اسامہؓ اور صہیبؓ کو بھیجا اور انہوں نے مجھے اسلام کی دعوت دی، میں نے اسلام قبول کرلیا۔

پھر ابوحاتم احمد بن حامد بلوی کے واسطہ سے ابوسعید مظفر بن اسد حنفی طبیب کا یہ بیان نقل کیا ہے:

سمعت سرباتك الهندي يقول :رأيت محمداً صلى الله عليه وسلم مرتين بمكة وبالمدينة مرة، وكان أحسن الناس وجهاً، ربعة من الرجال.(۹)

میں نے سرباتک ہندی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ مکہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ میں دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت اور میانہ قد کے تھے۔"

اس کے بعد حافظ ابن حجر نے حافظ ذہبی کا قول نقل کرکے اس کو جھوٹ قرار دیا ہے۔

قال الذهبي في التجريد: هذا كذب واضح وقد عذر ابن الأثيرابن مندة في تركه اخراجه

ذہبی نے تجرید اسماء الصحابہ میں کہا ہے کہ یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے اور ابن اثیر نے ابن مندہ کو اس کا تذکرہ کرنے پر معذور قرار دیا ہے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ ۳۳۳ھ میں سرباتک کا انتقال ہوا، اس وقت اس کی عمر ۸۹۴ برس کی تھی، علامہ محمد طاہر گجراتی نے ''تذکرۃ الموضوعات'' میں سرباتک کو معمرین کذابین کی فہرست میں داخل کر کے اصابہ کی عبارت نقل کی ہے، اسی طرح صاحب نزہۃ الخواطر نے اصابہ کی عبارت نقل کردی ہے، میں نے رتن رجال السند والہند میں اسی کو نقل کر کے لکھا ہے کہ سرباتک نامی شخص کے وجود میں شبہ نہیں، جس طرح اس کے دعوائے صحابیت کے کذب میں کوئی شبہ نہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں رتن ہندی کا تذکرہ کر کے اس کے دعوائے صحابیت کے خلاف علمائے رجال وتواریخ کی تصریحات نقل کی ہیں اور تفصیل سے اس کا رد کیا ہے۔(۱۰)

نزہۃ الخواطر میں بحر زخار کے حوالے سے لکھا ہے:

''ابوالرضا رتن پنجاب کے شہر بھٹنڈہ میں پیدا ہوئے جب سن رشد کو پہنچے تو مرشد کامل کی تلاش ہوئی، اسی اثناء میں ان کو معلوم ہوا کہ ملک عرب میں ایک شخص نے اللہ کی طرف سے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، یہ سن کر مکہ مکرمہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کر کے ہندوستان واپس آئے، اس کے بعد چھ سو سال سے زائد زندہ رہے، انہوں نے الرسالۃ الرتنیہ نامی کتاب بھی لکھی ہے جس میں بغیر سند کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی ہوئی احادیث کو جمع کیا ہے، رتن ہندی کی تصدیق شیخ علاء الدین سمنانیؒ، خواجہ محمد پارساؒ، شیخ رضی الدین الالاؒ جیسے مشائخ نے کی ہے، چھٹی صدی کے بعد ان کا انتقال ہوا اور بھٹنڈا میں ان کی قبر ہے۔''(۱۱)

شیخ صلاح الدین صفدی اور شیخ مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے بھی رتن ہندی کے وجود کی تصدیق کی ہے، صفدی نے اسے عقلاً جائز قرار دے کر علامہ ذہبی کے انکار کی مخالفت کی ہے اور فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ میں رتن ہندی کے وطن میں جا چکا ہوں، بے شمار لوگوں میں نسلاً بعد نسل ان کا تذکرہ نقل ہوتا چلا آتا ہے، رتن ہندی نے اپنی کتاب میں تین سو سے زائد احادیث بیان کی ہیں جن کا اکثر حصہ واہی تباہی باتوں پر مشتمل ہے۔(۱۲)

مورخین اور علماء رجال کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ سب سے آخری صحابی ہیں جو ایک روایت کے مطابق ۱۱۰ھ میں دنیا سے تشریف لے گئے، ان کے بعد دنیا کی آنکھ کسی صحابی رسول کو نہیں دیکھ سکی، صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے تقریباً ایک ماہ قبل صحابہ سے ارشاد فرمایا تھا:

فانه على رأس مائة سنة منها لا يبقى على وجه الأرض ممن هواليوم عليها أحد

"تم میں سے جو لوگ آج روئے زمین پر موجود ہیں ایک صدی گزرتے گزرتے ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔"

شرعی اور تاریخی نقطۂ نظر سے رتجہ سرباتک یا رتن ہندی کی صحابیت ثابت نہیں ہے، اور ان کا شمار ان لوگوں میں بھی نہیں ہو سکتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر یا مدرک تھے، محض اس کا عقلی جواز اور مشائخ کی باطنی شہادت اس کے تاریخی ثبوت کے لئے کافی نہیں ہے۔

**حوالہ جات**

(۱)...... سبحة المرجان في آثار الهندوستان، از غلام علي آزاد، ص:٦۔(۲)......القرى لقاصد أم القرى، محب الدين طبري، ص:٢٢۔(۳)...... أيضاً، ص: ٢١۔(٤)...... سنن نسائي، باب غزوة الهند۔ (٥)...... أيضاً۔(٦)...... عجائب الهند، ص: ١٥٧۔(٧)...... المستدرك: ٤/ ٣٥۔(٨)...... زاد المعاد: ٣/ ٢٢٥۔(٩)...... الإصابة: ٢/ ١٢١۔(١٠)...... الإصابة: ٢/ ١٢١۔(١١)...... نزهة الخواطر: ١/ ١٤٧۔ (١٢)...... رتن ہندی کی پوری تفصیل کے لیے الإصابة: جلد اول، ص ۵۱۵ تا ۵۲۰ ملاحظہ ہو۔

☆......☆......☆

حدیث شریف کے.... طلبا... طالبات... اور شیوخ الحدیث مدرسین کیلئے ایک نایاب علمی تحفہ

از شیخ المحدثین مولانا عبدالجبار الاعظمی رحمہ اللہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد (ہندوستان)
وخلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

**خصوصیات امداد الباری**

- حدیث کے عربی متن کی ہر لائن کے نیچے ترجمہ
- شیخ الحدیث کاندھلوی رحمہ اللہ کے علمی ذوق اور تحقیقی رنگ سے آراستہ
- مصنف کے نصف صدی کے درس حدیث اور تجربات کا خلاصہ
- دوران تشریح منکرین حدیث کا عقلی و نقلی محاسبہ
- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی پر اعتراضات کے مکمل جوابات
- ایسی جامع و مفصل شرح جس سے صحاح ستہ کے مسائل بھی بخوبی حل ہو جاتے ہیں
- ترجمۃ الباب کے متعلق شیخ کی بہترین اور دل لگتی تحقیقات

**علاوہ ازیں** الفاظ روایت کی وضاحت... الفاظ حدیث سے مستنبط ہونے والے فقہی مسائل... نحوی و صرفی قواعد کی تفہیم... قدیم و جدید علوم سے آراستہ ایک مستند اُردو شرح... قدیم بابرکت کتابت کا عکس... بستی نظام الدین نئی دہلی سے شائع شدہ جلدوں کی مکمل طباعت... بخاری شریف کی مایہ ناز اردو شرح اب پہلی مرتبہ پاکستان میں زیور طباعت سے آراستہ

**الخیر الجاری** مکمل شرح صحیح بخاری -- کامل 6 حصے از حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ -- قیمت 1080 رعایتی 580

**فضل الباری** شرح اردو صحیح بخاری -- از علامہ شبیر احمد عثانی رحمہ اللہ کامل 2 جلد -- قیمت 1150 رعایتی 600

**عطاء الباری** شرح بخاری -- درجہ بنات کی مکمل شرح کامل 2 جلد -- طلبہ ایڈیشن -- قیمت 850 رعایتی 425

**اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ**
0322-6180738 , 061-4519240